© rasailojaraid.com

T.V. اور فلموں کے تباہ کن اثرات کا اندازہ اس سے کیجیے کہ 1964ء میں پاکستانی شہروں میں 90% خواتین پردہ کرتی اور سر ڈھانپتی تھیں، آج 90% خواتین برہنہ یا نیم برہنہ نظر آتی ہیں۔ عریاں مخلوط کلچر اپنے عروج پر ہے۔ المیہ یہ ہے کہ بازار کی بدکردار عورتوں کے شب وروز کو اتنی پرکشش بنا کر پیش کیا جاتا ہے، کہ دینی تربیت سے محروم گھرانوں کی لڑکیاں انہیں آئیڈیل بناتی ہیں۔ یوں T.V ہمارے معاشرے کے لیے ذہنی وفکری T.B بن چکا ہے۔

ایک T.V گزیدہ عورت کی المناک داستان T.V کی تباہ کاریوں کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ اس کا شوہر دمہ کا مریض تھا۔ آمدنی بڑھانے کے لیے اس نے ایک گارمنٹ فیکٹری میں ملازمت کی، مگر مشقت کے بعد اجرت برائے نام تھی۔ اب ایک کوٹھی میں نوکری کر لی۔ وہ دن بھر کام کاج کر کے گھر لوٹتی۔ دو تین ماہ بعد اکثر دیر سے آنے لگی، یا جلدی چلی جاتی۔

ایک روز سہ پہر کو نکل گئی مگر اپنے گھر نہ پہنچی۔ اس کے شوہر اور بچوں نے کہا کہ وہ اکثر رات کو گھر نہیں آتی تھی اور کہتی تھی کہ بیگم صاحبہ بیمار تھی۔ ان دنوں میں اس کا میک اپ بھی گہرا ہونے لگا تھا اور ڈریس بھی ماڈرن۔

اگلے دن خاتونِ خانہ نے پوچھا: شب کہاں گزاری؟ وہ کوئی جواب نہ دے سکی۔ اب کے جو گئی تو پلٹ کر نہ آئی، موبائل بھی بند تھا۔ شوہر نے باز پرس کی تو اس نے نہایت ڈھٹائی سے طلاق کا مطالبہ کیا۔ پھر پتہ چلا کہ اس نے عدالت میں خلع کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ آخر خلع لے کر اپنے آشنا سے نکاح کر لیا۔

دو سال بعد وہ اسی خاتونِ خانہ کے سامنے آ کر روتے ہوئے کہنے لگی: باجی آپ نے ٹھیک کہا تھا، میں کنویں سے نکل کر کھائی میں گر گئی۔ بچے بھی میری صورت دیکھنا نہیں چاہتے۔ اس نے کہا وہ شخص مجھ سے کچھ اور کام کرانا چاہتا تھا، آمادہ نہ ہوئی تو اس کی جمع پونجی 50000 روپے لے کر اپنے بیوی بچوں کے پاس چلا گیا۔ اب کوئی بھائی بہن مجھ سے ملنے کا روادار نہیں۔

خاتونِ خانہ نے پوچھا: تو اس کے جال میں کیسے پھنسی؟ اس نے کہا: میں T.V پر دیکھتی تھی کہ شادی شدہ خواتین غیر مردوں سے آزادانہ ملتی اور مختصر لباس پہنتی ہیں۔ بچوں کو چھوڑ کر تفریحی سرگرمیوں میں رہتی ہیں۔ گھروں میں عیاشی کے اسباب نظر آتے، تو مجھے اپنی حالت پر بہت افسوس ہوتا تھا۔ اب مجھے اپنے خاوند کی سادہ مزاجی کھٹکنے لگی تھی، جس نے کبھی زبان سے اپنی محبت کا اظہار نہ کیا تھا۔ جب یہ ضرورت ایک اور شخص نے تحائف دے کر پورا کرنا شروع کیا تو اپنی دو بیٹیوں اور بیٹے کو چھوڑ کر اس کے جال میں پھنس گئی۔

ہمارے دینی قائدین اور حکمرانوں پر فرض ہے کہ ہمارے پاکیزہ معاشرے کو فحش وعریاں مغربی کلچر کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لیے ذرائع ابلاغ کا قبلہ درست کریں۔ یہی اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کا بھی تقاضا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متاعِ حیات

وقت کی قدر و قیمت

شبیر احمد عبداللہ کورو

وقت ایک بے مثال ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ یہ فوری ضائع ہونے والی ایسی چیز ہے جسے نہ چھوا جاسکتا ہے۔ اور نہ ہی اسے کسی طرح ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔ وقت کو "دولت" اور "سونا" کہنا بھی وقت کی ناقدری ہے۔ دولت اور وقت دونوں حضرت انسان کے لیے نعمتیں ہیں۔ دولت ظاہری چیز ہے، یہ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ ملتی ہے۔ لیکن زندگی میں ۲۴ گھنٹے کا وقت ہر انسان کو خواہ وہ امیر ہو یا غریب مساوی ملتے ہیں۔

تاریخ کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نہ صرف بڑی شخصیات بلکہ اقوام کی کامیابی کا سب سے بڑا راز "وقت" کی قدر اور منصوبہ بندی میں پنہاں ہے۔ خود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیاں وقت کی بہترین منصوبہ بندی کی اعلیٰ مثالیں ہیں۔

مسلمان اہل مکہ کے ظلم و بربریت، تشدد اور آزمائشیں جھیلنے کے بعد بے سروسامانی کی حالت میں مدینہ منورہ پہنچے۔ پھر اپنی نوزائیدہ حکومت کو بہتر اور فلاحی بنانے کے لیے زبردست کوشش اور جہد مسلسل کرتے رہے۔ انہوں نے تزکیہ قلوب اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا اور معاشی ترقی اور دفاعی صلاحیتوں کے حصول کے لیے عملی اقدامات کیے۔ طاغوتی قوتوں کا ہر میدان میں مقابلہ کیا۔ یوں ایک انتہائی مختصر مدت میں آپ ﷺ کی محنت اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی قربانیوں نے عرب سے دورِ جاہلیت کا خاتمہ کر کے اسلام کا جھنڈا لہرا دیا۔ اور اس وقت کی سپر طاقتوں (قیصر و کسریٰ) کو پاؤں تلے روند ڈالا۔ چند سو مسلمانوں نے وقت کا درست استعمال کر کے ایک مختصر عرصے میں اتنے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔

علامہ ڈاکٹر محمد یحییٰ لکھتے ہیں: "میں نے کسی ایسے شخص کو کامیاب نہیں دیکھا جو وقت ضائع کرتا ہے۔" تاریخ بغداد کے مصنف خطیب بغدادی لکھتے ہیں: "جاحظ کتاب فروشوں کی دکانیں کرایہ پر لے کر ساری رات کتابیں پڑھتا رہتا تھا۔" شیخ محمد بن سلام البیکندی امام بخاریؒ کے شیخ تھے، دورانِ تدریس حدیث ایک دفعہ ان کا قلم ٹوٹ گیا تو انہوں نے صدا لگائی: "مجھ کو نیا قلم ایک دینار میں کون دیتا ہے؟" لوگوں نے ان پر نئے قلموں کی بوچھاڑ کر دی۔ ان کی دریا دلی کا یہ حال تھا کہ ایک قلم کو ایک دینار (سوا چار گرام سونا) کے بدلے خرید لیا، تا کہ لکھتے لکھتے ان کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو، اور ان کے خیالات کا تسلسل جاری

© rasailojaraid.com